دنیا میں حق اور عدل و انصاف کے ساتھ صداقت کی تبلیغ کرو۔ جبر کے ساتھ اپنی مزعومہ ہدایت کی تبلیغ کرنے والے ہرگز حق اور عدل کو ملحوظ نہیں رکھ سکتے

(فرمودہ 18 نومبر 1955ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ 1

اس کے بعد فرمایا۔

" اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ پیدا تو ہم نے سارے ہی انسان کئے ہیں مگر سب کے سب انسان اُس صحیح طریق کو اختیار نہیں کرتے جو ہم نے اُن کے لیے تجویز کیا ہے۔ مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو صحیح طریق اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ کہ جو انسان ہم نے پیدا کئے ہیں اُن میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہے جس کے افراد اپنے فرائض کو پہچانتے اور سمجھتے ہیں اور حق کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت دیتے ہیں۔ یعنی کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو نام تو ہدایت کا لے کر کھڑے

ہوتے ہیں لیکن وہ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ نہیں بلکہ يَهْدُونَ بِالْعَصَاءِ وَ يَهْدُونَ بِالسَّيْفِ کا مصداق ہوتے ہیں یعنی ڈنڈے اور تلوار سے وہ اپنی مزعومہ ہدایت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر ہم نے دنیا میں صرف یہ نہیں کہا کہ ہدایت دو بلکہ یہ کہا ہے کہ ہدایت دو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ مگر سارے انسان اِس پر عمل نہیں کرتے۔ بہت سے آدمی ایک چیز کو ہدایت سمجھتے ہیں اور پھر ڈنڈا لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو مانے گا وہ سیدھی طرح مانے۔ نہیں تو ہم اُس کا سر پھاڑ دیں گے۔ پھر جس چیز کو یہ لوگ مساوات کہتے ہیں اُس کو حق سے نہیں بلکہ ڈنڈے اور تلوار کے ذریعہ سے قائم کرتے ہیں۔ مگر ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو حق کے ساتھ ہی دنیا میں عدل قائم کرتی ہے۔ یہ کوئی مساوات نہیں جس میں ڈنڈے اور تلوار سے کام لیا جائے۔ اور نہ یہ کوئی تبلیغ ہے جس میں ڈنڈے اور تلوار سے کام لیا جائے۔ تبلیغ بھی دراصل وہی ہے جو حق کے ساتھ کی جائے اور اس میں دلائلِ حقّہ پیش کئے جائیں۔ اور عدل اور مساوات بھی یہی ہے کہ وہ تعلیم جو خدا تعالیٰ نے دی ہے اُس کو قائم کیا جائے۔ یہ کوئی عدل اور مساوات نہیں کہ ڈنڈا ہاتھ میں لے کر سیدھے کرنے لگ جاؤ۔ یا یہ کہو کہ کافر کو تو اختیار نہیں کہ ڈنڈے کے ساتھ اپنی بات منوالے لیکن ہمیں یہ اختیار حاصل ہے کہ دوسروں سے ڈنڈے کے ساتھ اپنی بات منوائیں۔ یہ عدل کیسے ہو سکتا ہے۔ حقیقی عدل تو وہی ہے جس میں خدا تعالیٰ کی تعلیم کو قائم رکھا جائے۔ آخر عدل صرف بندوں میں تو نہیں ہونا چاہیے خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی عدل ہونا چاہیے۔ اور یہ کیا عدل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے ساتھ بدنام کیا جائے، اُس کو بھی اپنے ساتھ لپیٹا جائے کہ یہ گندی تعلیم (نعوذ باللہ) اُس کی طرف سے آئی ہے۔ پھر جس شخص نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عدل نہیں کیا اُس نے انسان کے ساتھ کہاں عدل کرنا ہے۔

پس یاد رکھو! ہمیشہ حق کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دو۔ کبھی اپنی نفسانی باتوں کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت نہ دو۔ بسا اوقات انسان اپنے نفس میں ایک بات کے متعلق سمجھتا ہے کہ یوں ہونی چاہیے اور وہ اس کا نام ہدایت رکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ہدایت نہیں۔ ہدایت وہی ہے جو حق کے ساتھ ہو۔ پس جو باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں تم صرف اُنہیں پیش کرو اور اُن کے ذریعہ سے ہی انسانوں کے دماغوں کو ٹھیک کرو اور اُنہی کے مطابق عدل قائم

کرو۔ بالکل اُسی طرح جس طرح رسول کریم ﷺ نے عدل قائم کیا تھا۔ اگر رسول کریم ﷺ بھی نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ لوگوں کی طرح باتیں توڑ مروڑ کر کرنا جائز سمجھتے تو آپؐ یہ کہتے کہ میں نے جب دعویٰ کیا تھا تو ابوبکرؓ نے میری بات مانی تھی، عمرؓ نے میری بات مانی تھی اس لیے یہ زیادہ حقدار ہیں کہ ان کی تائید کی جائے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے چاہے کوئی آپؐ کا ساتھی تھا یا دشمن ہر ایک کے معاملہ میں عدل کیا ہے۔

جب بعض مسلمانوں نے مکہ پر حج کے قریب زمانہ میں حملہ کیا تو آپ بڑے خفا ہوئے اور فرمایا کہ تم نے حُرمتُ اللہ توڑی ہے میں اس کا کفارہ دوں گا۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں نے میری خاطر قربانیاں کی ہیں اس لیے میرا حق ہے کہ میں ان کی تائید کروں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ بہرحال تم نے حُرمتُ اللہ توڑی ہے اس کا کفارہ دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے کفارہ ادا کیا2۔

اِسی طرح بعض دفعہ جب صحابہؓ نے غلطی سے دوسروں پر تعدی کی (صحابہؓ بڑے نیک لوگ تھے وہ جان بوجھ کر دوسروں پر تعدی نہیں کرتے تھے۔ ہاں غلطی سے بعض اوقات ایسا ہو جاتا تھا) تو آپ نے اُن کی تائید نہیں کی۔ مثلاً ایک دفعہ غلطی سے ایک عورت ماری گئی۔ آپ کو علم ہوا تو آپ صحابہؓ پر بہت خفا ہوئے۔3 اور احادیث میں آتا ہے کہ آپ کے چہرہ پر اُس وقت اِس قدر غضب ظاہر ہوا جو اس سے قبل کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔ تو دیکھو یہ عدل ہوتا ہے۔

پس تم حق کے ساتھ عدل قائم کرو۔ بظاہر تو یہ عدل نظر آتا ہے کہ جن لوگوں نے قربانیاں کی ہیں اُن کی تائید کی جائے۔ مگر وہ عدل نفسانی عدل ہے۔ وہ حق کے ساتھ عدل نہیں۔ پس مومن کو دنیا میں عدل کی تعلیم دینی چاہیے۔ اور جب بھی خدا تعالیٰ اُسے طاقت دے اُس کو وہ طاقت اس طور پر استعمال کرنی چاہیے کہ حق کبھی بھی اُس کے ہاتھ سے نہ چُھوٹے۔ بلکہ ہمیشہ حق اُس کے ہاتھ میں رہے اور دنیا میں اس کے ذریعہ سے حق قائم ہوتا آنے والے لوگ یہ کہیں کہ جب یہ شخص کمزور تھا تب بھی اُس نے حق کو نہیں چھوڑا۔ اور جب یہ طاقتور ہوا تب بھی اُس نے حق کو نہیں چھوڑا۔ اور یہی اصل ہدایت ہے۔ ورنہ اگر کمزوری کے وقت میں انسان حق کی تائید کرے اور زور کے وقت وہ حق کو چھوڑ دے تو یہ تو ایسی ہی بات بن جاتی ہے جیسے کہتے ہیں۔

کوئی پوربیا مرگیا تھا۔ پوربیوں میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی شخص مرجائے تو اسکے رشتہ دار اکٹھے ہوجاتے ہیں اور پھر اُس کی بیوی اُس پر بین کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ مرنے والے نے فلاں سے قرض لینا تھا اور فلاں کا قرض دینا تھا۔ اِسی طرح اس پوربئے کی بیوی نے یہ کہنا شروع کیا کہ ارے! اُس نے فلاں شخص سے اِتنا روپیہ لینا تھا وہ اب کون لے گا؟ اِس پر اُس کا ایک رشتہ دار چھلانگ مار کر آگے آیا اور کہنے لگا اری! ہم ری ہم۔ پھر اُس نے کہا ارے اس نے فلاں سے بھی اتنا روپیہ لینا تھا۔ وہ اب کون وصول کرے گا؟ تو وہی رشتہ دار پھر آگے آیا اور کہنے لگا اری! ہم ری ہم۔ اِسی طرح وہ بار بار کہتی رہی کہ اُس نے فلاں سے قرض لینا ہے۔ وہ اب کون لے گا؟ اور وہ شخص بار بار یہی جواب دیتا رہا۔ اری! ہم ری ہم۔ آخر روپیہ دینے کی باری آئی اور مرنے والے کی بیوی نے کہا ارے! اُس نے فلاں کا اِتنا روپیہ دینا تھا وہ اب کون دے گا؟ اب وہ رشتہ دار جو روپیہ لینے کے وقت یہ کہتا تھا اری! ہم ری ہم، وہ کہنے لگا۔ ارے! مَیں ہی ہر بار بولتا جاؤں یا کوئی اَور بھی بولے گا۔؟

پس حقیقی عدل وہ ہے جو حق کے ساتھ قائم کیا جائے۔ اور حقیقی ہدایت وہ ہے جو حق کے ساتھ دی جائے۔ وہ کیا ہدایت ہوئی کہ اپنی مرضی کی بات منوائی۔ وہ ہدایت، ہدایت نہیں بلکہ نفس پرستی ہے۔

چونکہ آج انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے جلسے ہیں۔ طبیعت تو میری خراب ہے مگر میرا خیال ہے کہ ایک ہی وقت دونوں کے لیے دعا کر کے اُن کا افتتاح کر دوں۔ انصار اللہ کا پہلا اجلاس ہے جو منعقد کیا جا رہا ہے اس لیے نماز جمعہ کے بعد میں نماز عصر بھی پڑھا دوں گا تا دونوں نمازیں اکٹھی پڑھ لی جائیں اور دوستوں کو پہلے یہاں سے جانے اور پھر وہاں سے یہاں آنے کی تکلیف نہ ہو اور نماز کا وقت بھی ضائع نہ ہوجائے۔ پس میں پہلے نماز جمعہ پڑھاؤں گا اور پھر عصر کی نماز پڑھاؤں گا۔ اگر خدا تعالیٰ نے طاقت دی تو کھڑے ہو کر ورنہ مَیں بیٹھ کر نماز پڑھاؤں گا۔"

(الفضل 4؍دسمبر 1955ء)

1: الاعراف:182

2: جامع الترمذی ابواب الدّیات باب ماجاء فی حکم ولی القتیل فی القصاص والعفو۔
3: صحیح البخاری کتاب الجهاد باب قتل النساء فی الحرب۔